IRJAIS -Vol: 02, Issue: 02, Jun-Dec 2022
PP: 27-40

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

تقیہ کے لغوی اور اصطلاحی مفاہیم، قرآن وحدیث اور فقہ میں تصور مع امثلہ، طریقہ اور شرائط

The linguistic and connotative concept of Taqyh, its Concept in Quran & Hadith and fiqhwith Examples And it's Method & Conditions

* ***Dr. Atta Ullah,***
Assistant Professor, Department of Islamic and Religious Studies, University of Haripur.
** ***Khizar Hayat***
Associate Professor, Government Post Graduate College, Haripur.
*** ***Muhammad Umair Khan,***
M.Phil Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, University of Haripur.

Version of Record
Received: 26-Sep-22; **Accepted** :10-Oct-22; **Online/Print**: 11-Nov-22

ABSTRACT

The article "The linguistic and connotative concept of Taqyh, its Concept in Quran & Hadith and fiqh with Examples and its Method & Conditions "is about Taqya.Taqya in a speech word contains multiple meanings having different interpretations of its primary meaning. Taqiya is a principle of practicing the duplicity of outward conformity permitted by specific conditions. The research highlight the Quranic concept of Taqiya and elaborates it in the light of the sayings of Prophet Muhammad (P.B.U.H).The article represents the linguistic and connotative concept of taqya in the light of Quran and hadith. It also reflects the related issues about taqya in the light of Quran and hadith. The article also discusses the procedure and conditions of taqya according to different juristically schools of thought. There are several rules which regulate the use of taqya in special circumstances. The article elaborated the different meanings, situations and conditions of Taqiya in the light of Islamic teachings. The research also highlights various misconceptions and misunderstandings in regard with Taqiya and elaborates then in the light of Islamic Teachings.

Keywords*: Taqiya, Connotative Duplicity connotative, Circumstances, juristically schools, interpretations, conditions*

تقیہ کے لغوی معانی اور مفاہیم:

لغوی طور پر تقیہ کے معانی عربی مصادر اور دیگر مشتقات میں یوں بیان کیے گئے ہیں: "تَقَی، یَتْقِی، تُقًی وَتِقاءوَتقیّۃ: اجتناب کرنا۔ اتّقی اتقاءً و توَقّی تَوَقِیًا فُلانًا: کسی سے بچنا، ڈرنا، خوف کرنا۔ وَتّقی اِتّقَاءً: پرہیزگار ہونا۔ واَتَّقَینَابہٖ: ہم نے دشمن سے بچنے کے لیے اس سے سہارا لیا۔ الوَقاْ، وَالوِقاوَالوَقایۃوَالوِقایۃ وَالوُقایۃً: بچنے کا ذریعہ ۔التقویٰ: اللہ سے ڈرنا اور اس کی اطاعت کرنا. التقاۃ: پرہیزگاری۔ یہ لفظ قرآنی رسم الخط میں "تقیۃ" مذکور ہے۔ چودہ قاریانِ قرآن میں سے تیرہ نے اس لفظ کو "تقاۃ" پڑھا ہے یعنی 'ت' کے ضمہ اور 'قاف' کے فتح سے جس کے بعد 'الف' ہے۔ ابنِ عباس، مجاہد (1)، قتادہ (2)، ضحاک (3)، نے اسے "تقِیّۃً" پڑھا ہے۔ یعنی 'ت' کے فتح، قاف کے کسرہ اور یائے مفتوحہ مشددہ تقاۃ اور تقیۃ دونوں فعل 'اتّقٰی' کے مصدر ہیں۔ "تقاۃ" اصل میں "وُقیّۃ" تھا 'واؤ' کو 'ت' سے اسی طرح بدل دیا گیا جیسے "تجاۃ" اور "تکاۃ" میں کیا گیا ہے۔، پھر 'ی' کو 'الف' سے بدل دیا، کیونکہ وہ متحرک تھی اور اس کے پہلے حرف پر کسرہ تھا۔ "وُقیّۃ" فُعَلَۃ کے وزن پر مصدر ہے۔ جیسے التُؤَدۃ اور التحمۃ۔ وزن میں 'فعل اور فُعلۃ پر مصدر کم آئے ہیں۔ "تقیۃ" بھی فَعلیۃ کے وزن پر مصدر ہے۔ اور اس وزن پر بھی مصدر کم آئے ہیں۔ جیسے النمیمۃ اور افتَعَل کا مصدر اس وزن پر نادر ہے۔" (4)

اُردو جامع انسائیکلوپیڈیا میں تقیہ کی تعریف یوں کی گئی ہے:

> "لفظی معنی ڈرنا، پرہیز کرنا، اصطلاح میں: خطرے کی وجہ سے دِل کی بات ظاہر نہ کرنا یا اصلی عقیدہ چھپانے کے لیے اس کے برخلاف اظہار کرنا" (5)

تقیہ کے اصطلاحی معانی اور مفاہیم:

امام ابنِ منظور افریقی تقیہ کا اصطلاحی مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

---

(1) آپ کا پورا نام مجاہد بن جبر ہے۔ کنیت ابوالحجاج ہے آپ کو ابن جبیر بھی کہا جاتا ہے۔ آپ 21ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ نے حضرت ابنِ عمر، حضرت ابنِ عباس، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابو سعید الخذری، حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھم سے احادیث روایت کی ہیں اور 104ھ میں آپ نے بحالتِ سجدہ وفات پائی۔ خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس، الزرکلی الدمشقی (المتوفی: 1396ھ)، الاعلام (ج5، ص278)، ناشر: دار العلم للملايين، سن طباعت: ۱۵ویں طباعت، جون ۲۰۰۲ء

(2) آپ کا پورا نام قتادہ بن قتادہ بن دعامہ بن عزیز ہے۔ آپ کو ابوالخطاب السدوسی البصری کہا جاتا ہے۔ آپ مادرزاد نابینا تھے۔ آپ نے انس بن مالک، سعید بن المسیب، حسن بصری، عطا اور عکرمہ سے سماع کیا۔ آپ نے بعض روایات کے مطابق 108 اور بعض کے مطابق 117ھ میں وفات پائی۔ (الاعلام للذرکلی، ج2، ص20/619)

(3) آپ احمد بن عمرو بن ابی عاصم ضحاک ابو بکر شیبانی بصری ہیں۔ آپ بہت بڑے زاہد امام اور مشہور محدث تھے۔ ۲۸۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ (الاعلام للزرکلی (ج۱، ص۱۸۹)، البخاری، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، ابو عبد اللہ (المتوفی: 256ھ) التاریخ الکبیر (۳۳۶/۴)، تاریخ الصغیر ۳۲۴/۱)

(4) اُردو دائرۃ العارف اسلامیہ، جلد ۶۔ ص ۵۸۳

(5) ''اُردو جامع انسائیکلوپیڈیا'' جلد ۱، شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرئیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ ص ۳۹۲

"اما فی الاصطلاحِ فالتقیۃ عند ما تطلق غالباً فیراؤ منھا و قایۃ الناس بعضھم من بعضٍ لسببِ ما "(6)

ان سب کلمات کا معنی ہے "تو نے کسی چیز کو بچایا"

امام ابن قیم (7) تقیہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"التقیہ ان یقولَ العبد خلاف ما یعتقدہ لا تقاء مکروہ یقع بہٖ لو لم یتکلم بالتقیۃ"(8)

امام سرخسی (9) تقیہ کی تعریف کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"التقیۃ ان یقی الانسانُ نفسہٗ بنا یظھرہ، و ان کان یَضمِرُ خلافہٖ"(10)

حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں:

"التقیۃ :الحذر من اظہار ما فی النفس من معتقد وغیرہ"(11)

علامہ غلام رسول سعیدی (12) نے اپنی تفسیر "تبیان القرآن" میں تقیہ کی تعریف ان الفاظ میں درج کی ہے:

"جان، عزت اور مال کو دشمنوں کے شر سے بچانا" (13)

تقیہ کی اصطلاحی تعریف کے ضمن میں زیادہ وضاحت موجود نہیں ہے البتہ تقیہ کے دیگر پہلوؤں کو علمائے تفسیر نے بیان کیا ہے اور اگر مزید کسی جگہ تقیہ کی اصطلاحی تعریف موجود بھی ہے تو اس کا مفہوم درج بالا تعریف سے مطابقت رکھتا ہے۔ تقیہ کے لغوی اور اصطلاحی مفاہیم کی قرآنی آیات سے مثالیں: قرآن مجید میں ایسی آیات موجود ہیں جن میں "وقی" سے مشتق الفاظ و کلمات اور یکساں مفہوم کے دیگر مصادر کے لغوی اور اصطلاحی معانی ومفاہیم واضح ہوتے ہیں:

---

(6) ابن منظور، "لسان العرب" دار صابر، مادہ وقی۔۔۔

(7) آپ کا پورا نام محمد بن ابو بکر بن ایوب بن سعد ہے۔آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور شمس الدین کے لقب سے معروف ہیں۔آپ 691ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ دمشق کے رہنے والے تھے اور کبار علما میں سے تھے۔آپ ابنِ تیمیہ کے شاگرد تھے۔آپ کی کتب کثیر ہیں جن میں سے مشہور اعلام الموقعین، احکام اہل الذمہ، زاد المعاد، مدارج السالکین، التبیان فی اقسام القرآن زیادہ مشہور ہیں۔آپ نے 751ھ میں دمشق میں وفات پائی۔(الاعلام للزرکلی، ج6، ص56/شذرات الذھب، جلد۸، ص۲۸۷)

(8) ابنِ قیم، محمد بن ابو بکر بن ایوب بن سعد، ابو عبداللہ "احکام اہل الذمہ"، ص۱۰۳۸

(9) آپ کا پورا نام محمد بن احمد بن سہل ہے، کنیت ابو بکر اور لقب شمس الائمہ ہے۔آپ خراسان کے بڑے حنفی اور مجتہد تھے۔آپ کی مشہور کتب میں المبسوط، شرح الجامع الکبیر للامام محمد، الاصول اور شرح مختصر الطحاوی ہے۔
(الاعلام للزرکلی، ج5، ص315/ شذرات الذہب، ج3، ص367)

(10) سرخسی، محمد بن ابو سہل، ابو بکر، شمس الدین "المبسوط" دار الفکر لطباعت والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان 1420ھ جلد 24، ص45

(11) ابنِ حجر، احمد بن علی، ابوالفضل، العسقلانی "فتح الباری شرح صحیح بخاری" دار المعرفۃ بیروت، لبنان، 1379ھج ۱۲، ص ۳۱۴

(12) آپ معاصر علما میں سے ہیں۔آپ 14 نومبر 1937ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ دینی علوم سے فراغت کے بعد پہلے جامع نعیمیہ لاہور اور بعد ازاں 1978ء سے دار العلوم نعیمیہ کراچی میں شیخ الحدیث کے منصب پر تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔آپ کی کتب میں تفسیر تبیان القرآن، شرح صحیح مسلم، تذکرۃ المحدثین اور مقالات سعیدی زیادہ مشہور ہیں۔
(محمد اسماعیل قادری، حقائق شرح صحیح مسلم ودقائق تبیان القرآن، فرید بک سٹال لاہور، 2004ء ص38،39)

(13) سعیدی، غلام رسول، علامہ "تبیان القرآن" جلد ۲، فرید بل سٹال، اُردو بازار لاہور، الطبع عشر ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء، ص ۱۰۲

"وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ"(14)

ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے

"وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ"(15)

انھیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمایئے

"قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا"(16)

اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ

"اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ"(17)

جب ان سے ان کی (برادری، قوم کے اعتبار سے) کے بھائی نوح علیہ السام نے فرمایا: کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے

" فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ "(18)

پس دوزخ سے بچو! جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جو کہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے

"تقیہ" کا تصور اور اس کے احکام قرآن مجید کی روشنی میں:

قرآن مجید کی دو آیات ایسی ہیں جن کی تفسیر میں مفسرین کرام نے تقیہ سے متعلق ابحاث ذکر کی ہیں، اور وہاں تقیہ کی تعریف، اقسام، شرائط و ضوابط، حلت و حرمت اور جواز و عدم جواز پر مفصل بحث کی ہے۔ درج ذیل سطور میں ان دونوں آیات مبارکہ کی توضیحات میں تقیہ کی بحث کا الگ الگ احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اول: تقیہ کے تصور سے متعلق قرآن مجید کی پہلی آیت اور اس کی توضیح و تشریح:

تقیہ کے متعلق قرآن مجید کا پہلا مقام جہاں مفسرین کرام نے تقیہ کی بحث کو موضوع بنایا ہے وہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۲۸ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ"(19)

مسلمانوں کو چاہیے کہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دلی دوست نہ بنائیں اور جو کوئی بھی ایسا کرے گا اس کے لیے اللہ (کی دوستی میں) سے کچھ نہیں ہوگا، ہاں اگر تم ان (کے شر) سے بچنا چاہتے ہو (تو اس کام سے رک جاو) اور اللہ تمہیں اپنی ذات (کے غضب) سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف جانا ہے

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے درج ذیل نکات پر تفصیل بیان کی ہیں:

---

(14) البقرہ: ۲: ۲۰۱

(15) المؤمن: ۴۰: ۷

(16) التحریم: ۶۶: ۶

(17) الشعرآ: ۲۶: ۱۰۶

(18) البقرہ: ۲: ۲۴

(19) آل عمران: ۳: ۲۸

1. کفار کے ساتھ قلبی تعلق اور دوستی کی ممانعت وحرمت
2. کفار کیساتھ معاشرتی وسماجی تعلقات کی نوعیت
3. جان ومال ضائع ہونے کے خوف سے زبانی مدارات
4. ۴ تقیہ اور اس سے متعلقہ دیگر احکامات

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں صرف وہی توضیحات کا بیان زیر نظر مقالہ میں کیا جائے گا جو موضوع سے مناسبت ومطابقت رکھتی ہیں۔ جن میں سب سے اہم تقیہ ہے۔ تقیہ کی تعریف میں علماء وفقہاء لکھتے ہیں:

"جان، مال اور عزت کو دشمنوں کے شر سے بچانا"(20)

تقیہ کے وسیع تر مفہوم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان زبان سے ایسی بات نکالے جو دل کے احساسات وجذبات کے موافق نہ ہو۔ اسی طرح وسیع تناظر میں "دشمن" سے مراد اسلام کے دشمن ہیں۔ اسی لیے ان وسیع تناظرات کو مدنظر رکھتے ہوئے تقیہ کا مفہوم اور تعریفات آئمہ کرام نے بھی بیان کی ہیں۔ امام سرخسیؒ تقیہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"والتقیۃ اَنْ یقی نفسہ من العقوبۃ بما یظہرہ وَ ان کان یضمر خلافہ"(21)

تقیہ یہ ہے کہ جان کے ضیاع کے خوف سے بندہ جو کچھ ظاہر کرے ضمیر اور باطن اس کے خلاف ہو

حافظ ابن حجر تقیہ کی تعریف میں فرماتے ہیں:

"باطنی اعتقاد کو ظاہر کرنے سے بچنا تقیہ کہلاتا ہے"(22)

مذکورہ بالا تعریف کی روشنی میں دشمن کی بھی دو اقسام ہیں:

1. وہ دشمن جو دینی اختلاف کی وجہ سے ہو جیسے کافر اور مسلمان کی باہمی عداوت
2. وہ دشمن جو اغراض دنیوی کی وجہ سے ہو مثلاً مال ودولت، ملک وحکومت وغیرہ۔(23)

دشمنی کی درج بالا اقسام کے تحت علماء کرام نے تقیہ کی بھی دو اقسام بیان کی ہیں اور دونوں کے الگ الگ احکامات بیان کیے ہیں۔ تقیہ کی پہلی قسم جو دینی اور مذہبی اختلاف کی وجہ سے عداوت پر مبنی ہے، اس کے شرعی حکم میں چار اہم امور ہیں:

امر اول:

ہر وہ مومن جو کسی ایسی جگہ پر مقیم وسکونت پذیر ہو، جہاں مخالفین کے غالب ہونے کی وجہ سے اس کے لیے اپنے دین کا اظہار کرنا ممکن نہ ہو تو اس پر اس جگہ سے ایسی جگہ کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے کہ جہاں وہ اپنے دین کا اظہار کر سکے۔ ایسے مومن کے

---

(20)سعیدی "تبیان القرآن" جلد3، ص111-112، آلوسی "روح المعانی" جز13، ص54
نعیمی "تفسیر نعیمی" ج،3، ص360

(21)سرخسی "المبسوط" جلد24، ص45

(22)ابن حجر "فتح الباری" شرح صحیح بخاری،

(23)سعیدی "تبیان القرآن" جلد2، ص112؛ نعیمی، احمد یار خان، مفتی "تفسیر نعیمی"، ص360

لیے بالکل بھی جائز نہیں ہے کہ وہ دینی دشمنوں کی سرزمین میں رہے اور اپنے ضعف کا بہانہ بنا کر اپنے دین کو چھپائے کیونکہ اللہ تعالی کی زمین بہت وسیع ہے۔ للذا وہ ہجرت کرلے۔ لیکن اگر ہجرت کرنے میں بھی شرعی لحاظ سے کوئی عذر درپیش ہو مثلاً وہ مسلمان عورتیں، بچے، نابینا یا قیدی افراد ہوں اور دشمنانِ اسلام نے دھمکی بھی دی ہو کہ اگر وہ ہجرت کریں گے تو وہ انھیں جان سے مار دیں گے یا مسلمانوں کی اولاد اور والدین کو قتل کر دیں گے اور ظاہری طور پر دشمنان اسلام کی اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے کا غالب گمان بھی ہو تو اس صورت میں کافروں کی سرزمین میں رہے اور "حسب ضرورت" تقیہ پر عمل کرے۔

امر ثانی:

ایسی صورت میں مسلمانوں پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ اس سرزمین سے نکلنے کا حیلہ ووسیلہ تلاش کرتے رہیں، اور کوئی حیلہ ووسیلہ ملنے پر اپنے دین کی حفاظت کی خاطر وہاں سے بھاگ جائیں۔

امر ثالث:

اگر دشمنانِ اسلام نے کسی مالی منافع کو سلب کرنے کی دھمکی دی ہو یا کسی ایسی مشقت کی دھمکی دی ہو، جس کے برداشت کرنے کا امکان موجود ہو جیسے کفار مسلمانوں کو قید کر دیں اور قید میں کھانا وغیرہ بھی دیں اور بحالتِ قید مدت سزا کی طوالت کا ڈر بھی نہ ہو تو پھر تقیہ کرنا اور ان کے دین کی بظاہر موافقت کرنا جائز نہیں ہے۔

امر رابع:

دشمنان اسلام کی دھمکی، خوف اور ڈر کی جس صورت میں تقیہ جائز ہے اس صورت میں بھی ان کی موافقت اختیار کرنے کی صرف "رخصت" ہے جبکہ عزیمت یہ ہے کہ کسی صورت میں بھی تقیہ پر عمل نہ کرے اور اپنے دین کا اظہار کرتا رہے اور اگر اس کو دین کے اظہار کے جرم میں مار دیا جائے تو وہ "شہید" ہوگا۔[24] اسلام مخالفین کی ایسی سرزمین جہاں مسلمانوں کو اظہارِ اسلام کے سبب اپنی جان، مال اور عزت وآبرو کا خطرہ ہو تو وہاں سے ہجرت کرنے کے وجوب پر قرآن کی یہ آیت دلالت کرتی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُھَاجِرُوْا فِيْھَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاۗءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۙ فَاُولٰۗىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْھُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا (25)

بے شک وہ لوگ کہ جن کی روح فرشتے قبض کرتے ہیں، ان کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں تو وہ ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے (تم نے اقامتِ دین کی جدوجہد کی نہ سرزمینِ کفر کو چھوڑا) وہ (معذرت کے ساتھ) کہتے ہیں کہ زمین میں ہم کمزور و بے بس تھے۔ فرشتے (جواباً) کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں کہیں ہجرت کر جاتے، سو یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ سوائے مجبور و بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے جو واقعی مجبور ہیں، جو نہ کسی تدبیر پر قادر ہیں اور نہ (وہاں سے نکلنے کا) کوئی راستا

---

[24] سعیدی "تبیان القرآن" جلد 3، ص 111-112 نعیمی، احمد یار خان، مفتی "تفسیر نعیمی" ص 360

[25] النساء: 4: 97-99

جانتے ہیں۔ سو یہ وہ لوگ ہیں کہ جن سے یقیناً اللہ در گزر فرمائے گا اور اللہ بڑا معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے

تقیہ کی دوسری قسم جس میں مال اور امارت وحکومت کی وجہ سے دشمنانِ اسلام سے خطرہ ہو یعنی اس بات کا قوی گمان ہو کہ اس علاقہ میں رہنے کی وجہ سے مال لوٹ لیا جائے گا تو اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ اس صورت میں ہجرت کرنا واجب ہے یا نہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی ہجرت کرنا واجب ہی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ(26)

اور اپنے آپ خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو

اور بعض علماء نے کہاہے کہ دنیاوی مصالح کی وجہ سے ہجرت کرنا واجب نہیں ہوتی۔(27) مفتی احمد یار خان نعیمی "اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً" کی تفسیر میں تین مسائل بیان کرتے ہیں۔ جن کا مفہوم یہ ہے:

- جب تمھیں کفار سے خوف وخطرہ ہو تو بعض کفار کے مقابلے کے لیے دوسرے کافروں سے مدد لی جاسکتی ہے مثلاً امریکہ کے مقابلے کے لیے روس سے اور روس کے مقابلے کے لیے امریکہ سے مدد لی جائے۔
- جب کفار سے شدید خطرہ ہو تو ان سے بظاہر دوستی کرلو لیکن دل میں ان کی طرف میلان نہ ہو۔
- جب جان کا شدید خطرہ ہو تو منہ سے کفریہ موافقت کرلو۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ دل میں ایمان رہے۔(28)

تقیہ کے متعلق قرآن مجید کا دوسرا مقام جہاں علماء کرام اور فقہاء عظام نے تقیہ اور اس سے متعلق دیگر امور کو موضوع بحث بنایا ہے۔ سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴿﴾(29)

اور جو شخص اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کرے، سوائے اس کے جسے انتہائی مجبور کر دیا گیا مگر اس کا دِل (بدستور) ایمان سے مطمئن ہے لیکن ہاں وہ شخص جس نے (دوبارہ) شرح صدر کے ساتھ کفر کیا سو ان پر اللہ کی طرف سے غضب ہے اور ان کے لیے زبردست عذاب ہے

اس آیت کریمہ میں "اکراہ" یعنی مجبور وبے بس کیے جانے کا بیان ہے یعنی ایسی صورت جب کفار کسی مسلمان کو کلمۂ کفر پر مجبور کریں اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں مسلمان کو جان سے مار دینے کی دھمکی دیں۔ جب ایسی صورتِ حال درپیش ہو تو اس کے متعلق بھی قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں واضح ہدایات و تعلیمات موجود ہیں جب کہ علماء وفقہا نے اپنی توضیحات و تصریحات سے ایسی صورتِ

(26) البقرہ: ۲: ۱۹۵

(27) سعیدی "تبیان القرآن" جلد3، ص111-112 نعیمی، احمد یار خان، مفتی "تفسیر نعیمی"، ص360

(28) نعیمی، احمد یار خان، مفتی "تفسیر نعیمی"، ص357

(29) النحل: 16: 106

حال کے مکمل احکامات بیان کیے گیے ہیں۔ علماء کرام نے "اکراہ" کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"کسی شخص کو ایسے کام پر آمادہ کرنا جس کو وہ دل سے گوارانہ کرتا ہو" (30)

اسی طرح "اکراہ" کی صورتیں بیان کرتے ہوئے علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

"اکراہ کی دو صورتیں ہیں: کسی کو کسی ناگوار کام کرنے پر اس طرح آمادہ کرنا کہ وہ انکار کرے، اس کو اذیت اور دُکھ اٹھانا پڑے لیکن یہ ایذا اور دکھ اس کو بے اختیار نہ بنادے۔ مثلاً انکار کی صورت میں مارنا، قید کرنا۔ ظاہر ہے پٹنے اور قید ہو جانے کے بعد بھی مضروب اور قیدی بے اختیار نہیں ہو جاتا صرف جسمانی اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ انکار کی صورت میں مجبور آدمی اپنے اختیار کا مالک ہی نہ رہے۔ مثلاً ہاتھ کاٹنا یا قتل کر دین" (31)

"اکراہ" کا حکم:

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی "اکراہ" کے حکم کے متعلق لکھتے ہیں:

"ان دونوں صورتوں میں "اکراہ" کا حکم اس وقت جاری ہو گا کہ مجبور کرنے والا اس اذیت کے دینے پر قدرت رکھتا ہو جس کی دھمکی دے رہا ہے۔ اور جس کو مجبور کیا جارہا ہو اس کا بھی غالب گمان ہو کہ میں انکار کر دوں گا تو اس شخص کی طرف سے مجھے یہ دُکھ پہنچ جائے گا۔ آیت مذکورہ میں "اکراہ" کی دوسری قسم مراد ہے۔ علما کا اجماع ہے جس شخص کو کفر پر مجبور کیا گیا ہو اور وہ بے بس ہو جائے تو ظاہری طور پر کفر اختیار کر لینا جائز ہے بشرطیکہ دِل میں اطمینانِ ایمان ہو۔" (32)

بعض علما و فقہا نے اکراہ کی صورت میں تقیہ کرنے اور کفریہ کلمات والفاظ کہنے کی صرف رخصت اور جواز کی تحدید بیان کی ہے، اس کو لازم قرار نہیں دیا اور راہِ عزیمت اختیار کرنے کی فضیلت اور مرتبہ بیان کیا ہے۔ (33) امام ابو بکر جصاص (34) اس سلسلہ میں واضح طور پر لکھتے ہیں:

"واعطاء التقیۃ فی مثل ذالک انما ہو رخصۃ من اللہ تعالٰی وَ لیس بواجب بل ترک التقیۃ افضل" (35)

---

(30) پانی پتی "تفسیر مظہری" جلد 6، ص 293

(31) ایضاً۔ ص 293

(32) پانی پتی، محمد ثناء اللہ "تفسیر مظہری" جلد 6۔ ص 294 رازی، محمد بن ابی بکر "مختار الصحاح" جز 10، ص 11-12 القرطبی "الجامع الاحکام القرآن، الجزء العاشر۔ ص 162 المراغی، احمد مصطفیٰ "تفسیر المراغی" جلد 14، ص 146 الخازن "تفسیر الخازن" جلد 4، ص 117

(33) نعیمی "تفسیر نعیمی" جلد 14، ص 432-433

(34) آپ کا نام احمد بن علی، کنیت ابو بکر اور الجصاص کے نام سے معروف ہیں۔ آپ فقہ حنفی کے ائمہ میں سے ہیں۔ آپ 305ھ میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں سکونت اختیار کی اور 370ھ میں بغداد میں ہی وفات پائی۔ آپ کی معروف ترین کتاب احکام القرآن ہے جو کہ قرآن کی فقہی تفسیر ہے۔ (الاعلام للزرکلی، ج 1، ص 171)

(35) الجصاص، احمد بن علی الرازی، ابو بکر، الامام، "احکام القرآن" دار الحیاء التراث العربی، بیروت، 1405ھ، جلد 2، ص 390

مفتی احمد یار خان نعیمی (36) نے "اکراہ" کی صورتیں اور اقسام قدرے وضاحت سے کرتے ہوئے لکھا ہے :

> "جس مجبوری و اکراہ میں کفریہ الفاظ بول دینے کی اجازت ہے وہ چار قسم کا ہے۔ جابر و ظالم کفار قتل کی دھمکی دیں اور جلد بازی کریں، دباؤ ڈالیں کہ جلدی یہ کفریہ کلمات بولو صرف زبان کفریہ الفاظ بولے، دِل نفرت، کراہت اور انکار ہی کرتا رہے۔ زبان ہو سکے تو سوالیہ طرز اختیار کرے یا ممکن ہو تو تمسخرانہ یا کفار کی اہانت والی طرز اختیار کرے بشرطیکہ کہ کافر محسوس نہ کر پائیں۔ مجبور مسلمان اتنا گھبرایا ہو، ڈرا ہو اور پریشان ہو کہ زبان سے کلمۂ کفر بولتے وقت دِل کے اطمینان کی طرف یا نیت قلبی کی طرف اس کا دھیان ہی نہ جائے" (37)

احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں تقیہ کا تصور اور احکام:

آغاز اسلام میں دین حق کی تبلیغ نہایت ہی مشکل کام تھا۔ نہایت آغاز میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی اصحابِ رسول اللہ ﷺ غلام اور غریب انسان تھے اور جو کوئی اسلام لاتا تھا مشرکین مکہ اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیتے۔ غریب مسلمانوں کو نشان عبرت بنا دیتے۔ دراصل وہ خوف کا ایک ایسا موحول قائم کرنا چاہتے تھے جس میں کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی جسارت نہ کرے۔ جن چند لوگوں نے اسلام قبول وہ بھی ناموافق حالات کے باعث ہجرت حبشہ پر مجبور ہوئے۔ اِن ناموافق اور نامساعد حالات کے باوجود حضور اکرم ﷺ اپنے اصحاب کو اس دور کی پیشن گوئی کر کے خوشخبری سناتے تھے جب سارا عرب مسلمان ہو گا اور مسلمانوں کی حکومت ہو گی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم نے یہ خوشخبری زبانِ اقدس سے بار بار سنی مگر جب حالات کو دیکھتے اور مشرکین مکہ کے بڑھتے ہوئے مظالم کو دیکھتے تو دل ہی دل میں سوچتے کہ "کب وہ شاندار دور آئے گا جب حکومت بھی مسلمانوں کے پاس ہو گی اور سارا عرب مسلمان ہو گا۔" حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک چادر سے ٹیک لگائے ہوئے کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے، ہم نے آپ ﷺ سے شکایت کی اور ہم نے آپ ﷺ سے کہا کیا آپ ہمارے لیے مدد نہیں طلب کرتے، کیا آپ ہمارے لیے دعا نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا، اس کو اس گڑھے میں کھڑا کر دیا جاتا پھر اس کے سر پر آری رکھ کر اس کو دو ٹکڑوں میں کاٹ دیا جاتا اور لوہے کی کنگھی سے اس کے جسم کو چھیل دیا جاتا اور وہ کنگھی اس کے گوشت اور اس کی ہڈیوں کو کاٹتی گزر جاتی اور ایسی سخت آزمائشیں بھی اس کو اس کے دین سے منحرف نہیں کرتی تھیں۔ اللہ کی قسم! اللہ اس دین کو تکمیل تک پہنچائے گا حتیٰ کہ ایک سوار صنعا سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہو گا اور بھیڑیا بکریوں کا نگہبان ہو گا لیکن تم جلدی کرتے ہو۔ (38)

---

(36) آپ کا نام احمد یار خان ہے۔ یکم مارچ 1893ء کو ضلع بدایون یوپی انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں تفسیرِ نعیمی، علمِ میراث، فتاویٰ نعیمیہ، جاء الحق، شانِ حبیب الرحمان من آیاتِ القرآن، ہیں۔ آپ 1971ء میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔
http://www.slideshare.net/themtariq/biography-of-mufti-ahmad-yar-khan-naeemi

(37) نعیمی، احمد یار خان، مفتی "تفسیر نعیمی" نعیمی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور اشاعت 2009ء جلد 14، ص 433

(38) ابو داؤد "سننِ ابی داؤد" جلد 4، ص 456 احمد بن حنبل، الامام "مسند امام احمد" طبع جدید عالم الکتب، بیروت، حدیث 21371 بخاری "صحیح بخاری" کتاب الاکراہ، باب من اختار الضرب والقتل والھوان علی الکفر، رقم الحدیث 6943، ج 9، ص 20

گویا رسول کریم ﷺ آغاز سے ہی اپنے صحابہ کو صبر کی تلقین فرمارہے تھے اور صحابہ کو ب اور کروارہے تھے کہ راہ اسلام میں بے شمار مشکلات آئیں گی اور تمھیں آزمایا جائے گا۔ ضبط اور صبر جمیل ہی کامیابی کا زینہ ثابت ہو سکتاہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ مسلمانوں کو ثابت قدمی کا درس دیا اور مشکلات ومصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی تلقین فرمائی۔ اسلام کی ان ہی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام نے مظالم، جبر اور مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ کتب حدیث میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا تذکرہ جا بجا ملتاہے۔" سعید بن جبیر سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا:

"کیا مشرک مسلمانوں کو دین تبدیل کرنے کے لیے عذاب دیتے تھے تو آپ سے فرمایا ہاں، اللہ کی قسم وہ مسمانوں میں سے جس کسی کو مارتے تو اس کو بھوکا بھی رکھتے اور پیاسا بھی اور اتنا مارتے کہ مار کی شدت سے وہ بیٹھنے کے قابل بھی نہ رہتا اور مزید فتنہ سے بچنے کے لیے وہ کافروں کو ہر وہ شے دے دیتا جس کا وہ سوال کرتے تھے" (39)

اگر صحابہ کرام کا ایمان کمزور ہوتا تو ذرا سی سختی انھیں اسلام سے پھیر دیتی مگر تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کرام نے ہر ظلم وستم کو سہہ لیا مگر اسلام سے پھرنے کو کسی صورت گوارانہ کیا۔ کتب حدیث میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جن میں بعض صحابہ کرام نے کفار کے انتہائی مظالم کے بعد جان جانے کے خوف اور کفار کے ظلم سے نجات کے لیے " تقیہ " سے کام لیا۔ یعنی صرف زبان سے کلمۂ کفر یا اسلام کے کسی عقیدہ کی مخالفت کر دی مگر دل ایمان پر قائم اور مستحکم تھا۔ ان صحابہ کرام نے اسلام کی عطا کردہ مخصوص اجازت "رخصت" پر عمل کیا۔ مگر ساتھ ہی ان واقعات میں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ان میں سے زیادہ صحابہ کرام نے "عزیمت" پر عمل کیا اور عزیمت کی فضیلت کو پا لیا۔ اپنی جان دے دی مگر زبان پر کلمۂ کفر لانا مناسب نہ سمجھا۔ ان میں سے راہِ رخصت پر عمل کرنے والے صحابہ کرام میں حضرت عمار بن یاسر اور ایک اور صحابی کا نام شامل ہے۔ جب کفار نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے آپ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور والدہ حضرت سمیہ کو شہید کر دیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم کی انتہا کر دی تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے تقیہ سے کام لیتے ہوئے راہِ رخصت پر عمل کیا۔ جب کہ اسی واقعہ میں یہ بات شامل ہے کہ آپ کے والدین نے راہِ عزیمت پر عمل کر کے اپنی جان دے دی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ہر طرح کا ظلم اور جبر وبربریت کو تو برداشت کر لیا۔ شہید ہونے کے لیے تیار ہوگئے مگر کلمۂ کفر زبان پر لانا گوارانہ کیا۔ اسی طرح مسیلمہ کذاب کے واقعہ میں ایک صحابی نے راہِ عزیمت پر عمل کر کے جان نچھاور کر دی اور دوسرے صحابی نے توریہ اور تقیہ پر عمل کر کے راہِ نجات کو اپنایا۔ کتب احادیث میں ان دونوں واقعات کے متعلق روایات موجود ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا میرے پاس سے منتشر ہو جاؤ، پس جس شخص کے پاس طاقت ہے وہ آخر رات تک ٹھہر جائے اور جس کے پاس طاقت نہیں ہے وہ رات کے پہلے پہر چلا جائے اور جب تم یہ سن لو کہ میں اس جگہ ٹھہر گیا ہوں تو مجھ سے آکر مل جانا۔ جب صبح ہوئی حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت عمار اور قریش کی ایک کنیز جو اسلام لا چکی تھی، ان سب کو ابو جہل اور دوسرے مشرکین نے پکڑ لیا۔ انھوں نے حضرت بلال سے کہا تم کفر کرو۔ انھوں نے انکار کیا تو مشرکین نے انھیں لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں تپایا، وہ ان کو گھسیٹ رہے تھے اور وہ احد احد کہہ رہے تھے۔

(39) البیہقی "السنن الکبریٰ" باب المکرہ علی الردۃ، جلد 8، حدیث 17352، ص 209

جناب خباب کو وہ کانٹوں میں گھسیٹ رہے تھے اور رہے حضرت عمار تو انھوں نے جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کہہ لیا اور قریش کی اس کنیز کے جسم میں ابو جہل نے چار کیلیں ٹھونکیں پھر اس کو گھسیٹا پھر ان کی اندام نہانی میں نیزہ مار کر شہید کر دیا پھر حضرت بلال، حضرت خباب اور حضرت عمار رسول اللہ ﷺ سے جا ملے اور آپ کو یہ واقعہ سنایا۔آپ ﷺ نے حضرت عمار سے پوچھا جب تم کلمۂ کفر کہا تھا تو تمھارے دل کی کیفیت کیا تھی؟ تم نے کھلے دل سے کلمۂ کفر کہا تو انھوں نے کہا نہیں! حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر یہ آیت نازل ہوئی:

"اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ"(40)

امام ابو الحسن علی بن احمد الواحدی(41) قرآن کی اس آیتِ مبارکہ "اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَقَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ"(42) کے سبب نزول کے متعلق لکھتے ہیں:

> "یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کیوں کہ مشرکین نے حضرت عمار کو اور ان کے والد یاسر کو اور ان کی ماں سمیعہ کو اور حضرت صہیب کو، حضرت بلال کو اور حضرت خباب کو اور حضرت سالم کو پکڑ لیا اور ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا۔ حضرت سمیعہ کو انھوں نے دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا اور نیزہ ان کی اندام نہانی کے آر پار کر دیا اور ان سے کہا: تم مردوں سے اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اسلام لائی ہو سو ان کو قتل کر دیا اور ان کے خاوند یاسر کو بھی قتل کر دیا۔ یہ دونوں وہ تھے جن کو اسلام کی خاطر سب سے پہلے شہید کیا گیا اور رہے عمار تو ان سے انھوں نے جبر یہ کفر کا کلمہ کہلوایا۔جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر دی گئی کہ حضرت عمار نے کلمۂ کفر کہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے معمور ہے۔اس کے گوشت اور خون مین ایمان رچ چکا ہے۔ پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس روتے ہوئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے اگر وہ دوبارہ تم سے جبراً کلمۂ کفر کہلوائیں تو تم دوبارہ کہہ دین"(43)

اسی واقعہ کے متعلق حضرت محمد بن عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کی روایت کو بھی محدثین نے بیان کیا ہے: "محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑا حتیٰ کہ انھوں نے نبی ﷺ کو برا کہا اور ان کے معبودوں کو اچھا کہا تب ان کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ حضرت عمار نے کہا بہت برا ہوا یا رسول اللہ ﷺ، انھوں نے مجھے اس وقت تک نہیں چھوڑا حتیٰ کہ میں آپ ﷺ کو برا کہوں اور ان کے بتوں کو اچھا کہوں۔آپ ﷺ نے پوچھا تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو۔انھوں نے کہا میرا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ تمھیں دوبارہ مجبور کریں تو دوبارہ کہہ دین

---

(40) ابن ابی حاتم" تفسیر ابن ابی حاتم" رقم الحدیث13524

(41) آپ کا پورا نام علی بن احمد بن محمد بن احمد بن عبید اللہ، کنیت ابو الحسن اور الواحدی نیشاپوری کے نام سے معروف ہیں۔آپ کی مشہور کتب میں الوسیط، الوجیز، اسباب النزول وغیرہ شامل ہیں۔ (الاعلام للزرکلی، ج4، ص255)

(42) النحل:106:16

(43) ابن ابی حاتم" تفسیر ابن ابی حاتم" رقم الحدیث13524

۔(44) محدثین نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی تقیہ کے سلسلہ میں ایک روایت کو بیان کیا ہے جس میں انھوں نے آغازِ اسلام میں اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام کے حالات اور ان پر آنے والی مشکلات کو بیان کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا وہ سات افراد تھے۔ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت عمار، حضرت سمیعہ (حضرت عمار کی والدہ) اور حضرت صہیب۔ رسولِ اکرم ﷺ کا دفاع آپ کے چچا نے کیا۔ حضرت ابو بکر کا دفاع ان کی قوم نے کیا۔ باقی پانچوں کو مشرکین نے پکڑ لیا اور ان کی لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں تپانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ انھوں نے اپنی پوری کوشش سے ان کو عذاب پہنچایا۔ پھر حضرت بلال کے سوا سب نے جان بچانے کے لیے ان کی موافقت کر لی۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے پاس ان کی قوم آئی اور ان کو ایک چمڑے پر ڈال کر لے گئی۔ پھر شام کو ابو جہل آیا اور حضرت سمعیہ کو گالیاں دینے لگا۔ پھر اس نے ان کی اندام نہانی میں نیزہ مارا جو ان کے منہ کے پار ہو گیا۔ وہ اسلام کی راہ میں شہید ہونے والی پہلی خاتون تھیں۔ حضرت بلال نے کفار کی موافقت کرنے کے مقابلہ میں اللہ کی راہ میں جان دینے کو آسان سمجھا کفار نے ان کے گلے میں رسی ڈال کر بچوں کو تھما دی۔ وہ ان کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ "احد احد" (اللہ ایک ہے) پکارتے تھے۔(45)

مسیلمہ کذاب کے جاسوسوں نے جن دو صحابہ کرام کو پکڑا ان کو کفر پر مجبور کیا اس کے متعلق روایت یوں ہے: "حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کے جاسوس دو مسلمانوں کو پکڑ کر اس کے پاس لے گئے۔ اس نے ان میں سے ایک سے کہا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں پھر اس نے کہا، کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا میں بہرا ہوں۔ اس نے کہا کیا وجہ ہے جب میں تم سے کہتا ہوں کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو تم کہتے ہو کہ میں بہرا ہوں پھر اس نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے دوسرے مسلمان سے کہا، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر اس نے کہا، کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں، پھر اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر وہ مسلمان نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا ہوا۔ تو اس نے اپنا اور مسلمان ساتھی کا ماجرا سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، رہا تمہارا ساتھی تو وہ اپنے ایمان پر قائم رہا اور رہے

---

(44) البیہقی "السنن الکبری" باب المکرہ علی الردۃ، جلد8، حدیث17352، ص209 البیہقی "معرفۃ السنن والآثار" جامعۃ الدراسات الاسلامیہ، کراچی، طبع اول 1991ء، باب المکرہ علی الردۃ، جلد12، ص267 ابن حجر "فتح الباری شرح صحیح بخاری" جلد12، ص312 ابو نعیم، احمد بن عبداللہ بن احمد، الامام "حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء" السعادۃ بجوار محافظۃ، مصر 1974ء، باب: عمار بن یاسر، ج1، ص140

(45) البیہقی "السنن الکبری" باب المکرہ علی الردۃ، جلد8، حدیث17352، ص209

ابو نعیم "حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء" باب: عمار بن یاسر، ج1، ص140 ابن حنبل، احمد بن حنبل، الامام "مسند امام احمد" مؤسسۃ الرسالہ، الطبعۃ الثانیہ 1999ء، حدیث 3832، ج6، ص382 ابن ماجہ، "سننِ ابنِ ماجہ" دار لفکر، بیروت، باب فی اصحاب رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث 150، ج1، ص53 ابن حبان، "صحیح ابن حبان" کتاب الحظر ولاباحۃ، باب الکذب، حدیث 5737، ج3، ص45

تم تو تم نے رخصت پر عمل کیا۔(46)

"حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ "الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان" (47) کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی ہے کہ جو کوئی ایمان لانے کے بعد کفر کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غضب اور بہت شدید عذاب ہو گا۔ مگر جس کو مجبور کیا گیا اور اس نے دشمنوں سے بچنے کے لیے صرف زبان سے تو بات کی مگر اس کا دل زبان کا مخالف تھا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کے پختہ احوال پر گرفت فرماتا ہے" (48)

مذکورہ احادیث میں (اکراہِ تام) کی صورت میں تقیہ کرنے کی اجازت و رخصت ثابت ہوتی ہے مگر ساتھ ہی عزیمت اختیار کرنے، دین پر قائم و دائم رہنے اور حق کی خاطر تکالیف برداشت کرنے کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ تقیہ کی شرائط اور طریقہ:

شرائط:

علما و فقہا نے تقیہ کی درج ذیل شرائط بیان کی ہیں:

- مسلمان دشمنانِ اسلام کی سر زمین میں بستے ہوں یا ایسا علاقہ ہو جہاں کافروں کا غلبہ ہو۔
- مسلمانوں کو ان سے اپنی جان، عزت و آبرو اور مال کا خطرہ ہو۔
- کافروں نے دھمکی دی ہو اور دھمکی ہو عملی جامہ پہنانے کا غالب گمان نظر آ رہا ہو۔

طریقہ:

علما و فقہا نے تقیہ کا طریقہ یہ بیان کیا ہے کہ جب درج بالا شرائط موجود ہوں تو جائز ہے کہ:

- مسلمان صرف ظاہری اور زبانی مدارات سے کام لے۔
- حسبِ ضروت موافقت اختیار کرے۔
- دِل میں استحکامِ ایمان اور ایقان موجود ہو۔
- تقیہ صرف "دفع الوقتی" کے لیے اختیار کرے۔
- مسلمان کے کلام سے دوسرے مسلمان کی عزت کو نقصان نہ پہنچے اور نہ مسلمانوں کا راز افشا ہو۔(49)

نتائج البحث:

1. تقیہ کا لفظ وقی یقی وقایۃ سے ماخوذ ہے، اس کا اور اس سے ملتے جلتے تمام الفاظ کے معانی لغوی طور پر ڈرنا، بچنا اور اجتناب

(46) ابنِ ابی الشیبہ "مسند ابی الشیبہ" حدیث 33027

(47) البیہقی "السنن الکبریٰ" باب المکرہ علی الردۃ، جلد 8، حدیث 17352، ص 209

(48) ابن حجر، العسقلانی "فتح الباری شرح صحیح بخاری" کتاب الاکراہ، جلد 12، ص 312

(49) نیشاپوری، علی بن احمد، ابو الحسن" الوسیط فی تفسیر القرآن المجید" ص 428 ابنِ کثیر "تفسیر ابنِ کثیر"، مکتبہ اسلامیہ لاہور، اشاعت 2005ء، جلد اول، ص 429 الزمحشری "تفسیر الکشاف" قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی، الجزء الاول، ص 380 رازی، محمد بن ابی بکر "مختار الصحاح" ص 11-12 آلوسی "روح المعانی" جز 8، ص 121-124 القرطبی "الجامع لاحکام القرآن" جز 4، ص 60

کرنے کے آتے ہیں جبکہ اصطلاحی و عرفی مفہوم میں جان ،مال و عزت وآبرو کے ضائع ہونے کے خوف کے وقت دشمنان اسلام سے اپنے دل کی بات یا عقیدے کو چھپالینا تقیہ کہلاتا ہے۔

2. تقیہ سے متعلق قرآن مجید کی دوآیات سورہ آل عمران کی آیت ۲۸ اور سورہ نساء کی آیت ۹۹ پر مفسرین نے ابحاث ذکر کی ہیں اور ان میں تقیہ سے متعلق احکام کی وضاحت بیان فرمائی ہے کہ کب اور کس صورت میں تقیہ کرنا جائز ہے اور کب ناجائز ہے۔

3. دشمن،اس کے اقدام اور دھمکی کی نوعیت کے اعتبار سے تقیہ کے جواز وعدم جواز کے حوالے سے چار اہم مسائل بیان کیے گئے ہیں۔وہ یہ ہیں: اگرایسی سرزمین ہو جہاں اسلام اور شعائر اسلام کا اظہار ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں اول صورت میں ہجرت کرنا واجب ہے۔اگر ہجرت کرنا فی الفور ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں تقیہ کرنا جائز ہے مگر پس پردہ ہجرت کا کوئی حیلہ بھی کیا جائے۔اگر صرف مال چھیننے یا ایسی دھمکی دشمن کی طرف سے ملی ہو جس کو برداشت کرنا ممکن ہو تو ایسی حالت میں تقیہ کرنا جائز نہیں۔جہاں بھی تقیہ کرنے کا جواز ہے اس کی حیثیت رخصت کی ہے اور اگراپنی جان کے علاوہ کسی دوسرے فرد جیسے بچے، عورت، معذور وغیرہ کو نقصان دیئے جانے کا اندیشہ نہ ہو تو عزیمت پر عمل کیا جاسکتا ہے اور اگر دشمن قتل کردے تو شہادت کا رتبہ ملے گا۔

4. بعض علماء نے تقیہ والی آیات سے یہ مفہوم بھی اخذ کیا ہے کہ بعض کفار کو دوسرے کفار کی مدد سے دور کیا جاسکتا ہے جیسے عصر حاضر میں امریکہ کو روس کے ذریعے کا فرانس کو چائینہ کی مدد سے ،ایسی صورت میں معاون ملک کی موافقت کرنا جائز ہوگی۔بظاہر دوستی رکھی جاسکتی ہے مگر دل میں ایمان قائم رہے۔

5. اگر کفار کلمہ کفر کہنے یا کسی کفریہ طرز زندگی کو اپنانے پر مجبور کریں تو رخصت پر عمل کرتے ہوئے تقیہ کیا جاسکتا ہے مگر عزیمت پر عمل کرنا اولیٰ وافضل ہے اور وہ یہ ہے جان دے دی جائے مگر کفریہ کلمہ نہ کہا جائے،رسول اللہ ﷺ کے مکی دور میں صحابہ کرام کے ساتھ دونوں صورتیں پیش آئیں اور آپ ﷺ نے دونوں کو درست قرار دیا تھا۔

6. عصر حاضر میں بھی ایسے بہت سے حالات متوقع ہیں جیسے مسلمان کسی غیر مسلم اکثریتی ریاست کا باشندہ ہو،اس کے لیے اس وقت تک تقیہ جائز نہیں جب تک اسے کفریہ کلمہ کہنے پر مجبور نہیں کیا جاتا،اور مجبور کرنے کی صورت میں بھی ضروری ہے کہ دل میں ایمان سالم ہو، کوشش کی جائے کہ توریہ یا ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے جس میں سوالیہ جملے ہوں۔

@ 2022 by the author، this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)